بسم الله الرحمن الرحيم

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ، وَالصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ عَلَى خَاتَمِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِينَ نَبِيِّنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ أَجْمَعِينَ، أَمَّا بَعْدُ:

102: اہل سنت والجماعت کا موقف اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ کے تعلق سے۔(حصہ ششم)

العقیدۃ الواسطیۃ لشیخ الاسلام الامام ابوالعباس احمد ابن تیمیہ رحمہ اللہ، شرح فضیلۃ الشیخ العلامہ محمد بن صالح العثیمین رحمہ اللہ۔

اور ہم پہنچے تھے شیخ الاسلام کے اس جملے پر: "ويتولون أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم أمهات المؤمنين"۔

اہل سنت والجماعت کے اصول میں سے ایک اصول ہے کہ صحابہ کرام کے تعلق سے اہل سنت والجماعت کا عقیدہ کیا ہے اور موقف کیا ہے اور اسی ضمن میں اس جملے پر پہنچے تھے، اور جب ہم صحابہ کی بات کرتے ہیں تو اہل بیت صحابہ میں شامل ہوتے ہیں اور بعض علماء الگ الگ بیان کرتے ہیں کیونکہ مخالفین کے جو گروہ ہیں اہل بدعت کے اُن کے تناظر میں بعض اوقات الگ الگ بیان کرتے ہیں ورنہ اگر صحابہ کا لفظ بیان کیا جائے تو صحابہ کے لفظ میں دونوں شامل ہیں صحابہ بھی شامل ہیں اور آل بیت بھی شامل ہیں۔

اُمہات المؤمنین کے تعلق سے شیخ الاسلام رحمہ اللہ نے یہ فرمایا ہے: "ويتولون أزواج رسول الله صلى الله عليه وسلم أمهات المؤمنين"۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اُمہات المؤمنین یہ صفت ہے ازواج کی، یعنی اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بیویاں ہیں وہ ہمارے لیے مائیں ہیں اُمہات ہیں اکرام میں احترام میں اور صلہ میں، اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

﴿النَّبِيُّ أَوْلَى بِالْمُؤْمِنِينَ مِنْ أَنفُسِهِمْ وَأَزْوَاجُهُ أُمَّهَاتُهُمْ﴾ إلي آخر الآية (الاحزاب:6)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "فنحن نتولاهن بالنصرة والدفاع عنهن واعتقاد أنهن أفضل أزواج أهل الأرض، لأنهن زوجات الرسول صلى الله عليه وسلم" (ہمارا ایمان ہے کہ ہم اُن کی نصرت کرتے ہیں دفاع کرتے ہیں اور یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ دنیا کی تمام بیویوں سے افضل ہیں اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں کیونکہ اُن کو یہ شرف حاصل ہے کہ وہ اللہ تعالی کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ازواج ہیں (بیویاں ہیں))۔

تو پہلی بات یہ ہے کہ ہم اُن کا احترام کرتے ہیں قدر کرتے ہیں، بڑی شرف والی ہیں بڑے مقام والی ہیں، بڑی عزت والی ہیں اور یہ ہر مسلمان پر فرض ہے کہ وہ فخر محسوس کرے کہ اُمہات المؤمنین جو ہیں اُن کی مائیں ہیں۔

پھر فرماتے ہیں: ''ويؤمنون بأنهن أزواجه في الآخرة''(اور یہ بھی ایمان رکھتے ہیں اہل سنت والجماعت جو ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو بیویاں ہیں ''أزواجه'' آخرت میں بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بیویاں ہیں)۔اور اس کی دلیل میں ''لأحاديث وردت في ذلك'': کیونکہ اس میں احادیث موجود ہیں اور اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد جو ہے اس میں بھی واضح دلیل ہے، سورۃ غافر آیت نمبر 8 میں دلیل ہے، شیخ صاحب نے 7 اور 8 دونوں بیان کی ہیں میں دونوں بیان کر دیتا ہوں، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿اَلَّذِيْنَ يَحْمِلُوْنَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهٗ يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُوْنَ بِهٖ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا ۚ رَبَّنَا وَسِعْتَ كُلَّ شَيْءٍ رَّحْمَةً وَّعِلْمًا فَاغْفِرْ لِلَّذِيْنَ تَابُوْا وَاتَّبَعُوْا سَبِيْلَكَ وَقِهِمْ عَذَابَ الْجَحِيْمِ ۝ رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾۔

جو شاہد ہے: ﴿وَاَزْوَاجِهِمْ﴾۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: ''فأثبت الزوجية لهن بعد دخول الجنة'': اللہ تعالیٰ نے یہ ثابت کر دیا ہے اس آیت کریمہ میں کہ جو بیویاں ہیں وہ جنت میں اپنے خاوندوں کے ساتھ ہوں گی اور یہ جو رشتہ ہے زوجیۃ کا یہ مرنے کے بعد بھی قائم رہتا ہے اہل ایمان کے لیے جنت میں۔

یعنی اگر کوئی شخص مومن جو ہے وفات پا جاتا ہے شادی شدہ ہے اس کی بیوی بھی ہے اور وہ جنت میں چلا جاتا ہے اور اس کی بیوی جنت میں چلی جاتی ہے اہل ایمان میں سے ہے تو آخرت میں بھی جنت میں بھی دونوں میاں بیوی ہوں گے (سبحان اللہ)۔

اس لیے فرمایا ﴿وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآئِهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ﴾ بشرطیکہ صالح ہوں؛ اہل ایمان میں سے ہوں اور صالح ہوں باپ بھی یہ رشتہ قائم رہے گا والدین والا جو ہے، بیوی کا رشتہ اور اولاد (ذرّیت) کا رشتہ جو ہے (سبحان اللہ) یہ بھی قائم رہے گا مرنے کے بعد۔ پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور اس آیت میں دلیل ہے کہ انسان کی جو بیوی ہے دنیا میں وہ آخرت میں بھی اس کی بیوی ہو گی اگر وہ جنتی عورت ہو (اگر اہل جنت میں سے ہے تو پھر آخرت میں بھی یہ رشتہ قائم اور باقی رہے گا اور اس کی بیوی ہو گی)۔اور یہاں پر ایک بہت بڑی غلط فہمی ہے بعض لوگوں میں وہ یہ سمجھتے ہیں کہ مرنے سے میاں بیوی کا رشتہ ٹوٹ جاتا ہے یہاں تک کہ میت کو دیکھنے نہیں دیتے ہاتھ نہیں لگانے دیتے؛ اگر خاوند مر جائے بیوی مر جائے تو پھر وہ کہتے ہیں کہ یہ رشتہ ٹوٹ گیا ہے اور غیر محرم ہو گیا یہ خاوند جو ہے (سبحان اللہ)۔

مرنے سے رشتہ کیسے ٹوٹ گیا ہے؟! اور کس نے کہا ٹوٹ گیا ہے؟! یعنی دیکھیں زندگی میں تو تھوڑی دیر پہلے وہ بیوی تھی اور رشتہ قائم تھا مرنے کے بعد یہ رشتہ ختم ہو گیا تو رشتہ کس نے ختم کیا ہے؟! (سبحان اللہ)۔

بلکہ یہ ثابت ہے کہ بعض صحابہ نے یعنی سیدنا ابو بکر صدیق کو دیکھیں کس نے غسل دیا تھا؟ اُن کی بیوی نے غسل دیا تھا؛ اور سلف سے ثابت ہے یہ کہ رشتہ قائم رہتا ہے اور دلائل بھی ہیں قرآن اور سنت میں (سبحان اللہ)، بلکہ یہ بڑا مغالطہ ہے!

اور اس آیت میں بھی دیکھیں سورۃ غافر آیت نمبر 8 میں بھی: ﴿رَبَّنَا وَاَدْخِلْهُمْ جَنّٰتِ عَدْنِ ِالَّتِيْ وَعَدْتَّهُمْ وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ ۭ اِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝﴾: یعنی واضح ہے ﴿وَمَنْ صَلَحَ مِنْ اٰبَآىِٕهِمْ وَاَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ﴾ باپ کا رشتہ ٹوٹتا نہیں، اولاد کا رشتہ ٹوٹتا نہیں تو بیچ میں بیویوں کا رشتہ کیسے توڑ دیا جبکہ آیت میں سب کا ذکر ہے (سبحان اللہ)!

ہاں! اگر کافر ہے تو کافر کا تو ویسے ہی رشتہ ہوتا ہی نہیں ہے پتہ ہے آپ کو؟! اگر خاوند مومن ہو اور بیوی کافر ہو یعنی کسی نے جیسے کہا ہے (آج کل اللہ تعالیٰ رحم کرے) کسی جگہ پر یہ بہت بڑا غلط رجحان بعض لوگوں میں ہے کہ ہندو سے شادی ہو سکتی ہے، یا جو بُت پرست ہے یا بدھسٹ (Buddhist) ہے، یا جو ایتھیسٹ (Atheist) ہے کسی ربّ کو نہیں مانتے۔ نہیں شادی ہو سکتی نہ مرد کی عورت سے نہ عورت کی مرد سے! نہیں ہو سکتی! اختلاف دین ہے، اگر کوئی شادی کر بھی لے نکاح کر بھی لے تو نکاح اس کا ہوا ہی نہیں ہے شرعاً، شرعی نکاح نہیں ہو گا وہ چاہے کسی عدالت میں کر لے چاہے کورٹ میرج کچھ بھی کر لے تو نکاح شرعی نہیں ہو گا اور وہ بیوی ہو گی نہیں اس کی! تو اس لیے جب دنیا میں اس کا کوئی رشتہ نہیں ہے تو مرنے کے بعد کیا رشتہ باقی رہے گا؟! لیکن اگر مومن عورت ہے اور مومن مرد ہے تو دنیا میں رشتہ موجود ہے تو مرنے کے بعد یہ رشتہ کیسے ختم ہو گیا ہے؟! کس بنیاد پر ختم ہو گیا ہے؟! (سبحان اللہ)۔

سوال: اہل تشیع میں بھی اسی میں آتے ہیں؟ جواب: اللہ أعلم۔

کچھ ایسے گروہ ہیں جو یہ کہتے ہیں یعنی بعض احناف کو میں نے دیکھا ہے مجھے نہیں پتہ کہ مذہب میں فتویٰ کیا ہے مجھے اس کا علم نہیں ہے لیکن بعض احناف کے نزدیک جو ہے یا حنفی جو میں نے دیکھا ہے کہ وہ اس رشتے کو ختم کر دیتے ہیں کہ میاں کو بیوی جو ہے وہ ٹچ (Touch) نہیں کر سکتی (چھو نہیں سکتی) اپنے خاوند کو مرنے کے بعد، یا اگر بیوی مر گئی تو خاوند اس کو چھو نہیں سکتا؛ یہ غلط ہے! منہ بھی نہیں دیکھ سکتے (سبحان اللہ) کہتے ہیں رشتہ ختم ہو گیا!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ الاسلام رحمہ اللہ): "خصوصًا خديجة رضي الله عنها أم أكثر أولاده" (خصوصی طور پر سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیادہ تر اولاد کی ماں ہیں "أكثر أولاده")۔

جو لفظ "خصوصًا" ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ یہ مصدر ہے ایک محذوف عامل فعل ہے اس کا ہے اصل ہے: "أخص خصوصًا"۔ جب بعض اوقات یہ لفظ آتا ہے نا "خصوصًا" یہ منصوب کیوں ہے؟ اس کا اعراب کیا ہے؟ منصوب ہے؛ اور اردو میں کہتے ہیں خصوصی طور پر۔ تو عربی میں خصوصاً منصوب کیوں ہے یہ اصل جو لفظ لکھنا چاہیے تھا "أخص خصوصًا"؟

تو عربی کی خوبصورتی ہے اس میں بعض چیزیں حذف کر دی جاتی ہیں کیونکہ اگر "أخص خصوصًا" ہو تو پھر یہ کمزور عربی ہے، اگر کوئی کہہ دے اس طریقے سے تو کمزور ہے، تو صحیح جو لفظ ہے وہ خصوصاً ہونا چاہیے۔

اعراب کہاں سے آیا ہے؟ یہ جیسے شیخ صاحب کہتے ہیں کہ مصدر ہے ایسے فعل کا جو محذوف ہے اصل جملہ ہے "أخص خصوصًا"۔

"خديجة" سے مراد خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ تعالیٰ عنہ، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے شادی کی سب سے پہلے یعنی سب سے پہلی بیوی ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر پچیس سال کی تھی اور سیدہ خدیجہ کی عمر چالیس سال کی تھی، اور بہت ہی سمجھدار عقلمند عورت تھیں، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت ہی فائدہ ہوا اس عظیم بیوی سے کیونکہ بڑی ذہین اور عقلمند بیوی تھیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی زندگی میں کسی اور عورت سے نکاح کبھی نہیں کیا۔

یعنی ان کی وفات کے بعد تو نکاح کیا ہے لیکن ان کے ہوتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دوسرا نکاح دوسری شادی نہیں کی تھی۔

پھر "أم أكثر أولاده" سے مراد شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ بیٹے اور بیٹیاں، اور یہ نہیں فرمایا "أم أولاده" (کہ اولاد کی ماں) کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اکثر اولاد تو سیدہ خدیجہ سے ہے لیکن جو سیدنا ابراہیم جو بیٹا ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ سیدہ ماریہ قبطیہ سے پیدا ہوئے تھے۔

اور جو اولاد ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو سیدہ خدیجہ سے ہے دو بیٹے ہیں اور چار بیٹیاں ہیں؛ بیٹے دو ہیں القاسم پہلے پھر عبداللہ اور عبداللہ کو "الطّيّب والطاهر" بھی کہا جاتا ہے (بعض لوگ سمجھتے ہیں کہ الطیب اور ہیں الطاہر اور ہیں،

نہیں ! **الطّیِّب، والطاھر** یہ دونوں القاب ہیں سیدنا عبداللہ کے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیٹے جو ہیں)۔

جو بیٹیاں ہیں: زینب ہیں، پھر اُم کلثوم ہیں، پھر فاطمہ اور پھر سیدہ رقیہ (رضی اللہ عنہما عن الصحابة أجمعين)؛ اور سب سے بڑے بیٹے جو ہیں سیدنا قاسم ہیں اور سب سے بڑی بیٹی جو ہیں سیدہ زینب رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں۔

اور سیدہ خدیجہ جو ہیں شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وأول من آمن به وعاضده على أمره": سب سے پہلے سیدہ خدیجہ ایمان لے کر آئی ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بازو کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوت کا جو اُمر ہے جو معاملات تھے ان میں مددگار ثابت ہوئیں۔ کیونکہ جب اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر پہلی مرتبہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب وحی نازل ہوئی اور غار حرا میں جو معاملہ ہوا سیدنا جبریل علیہ الصلاۃ والسلام کے ساتھ یعنی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے خبر سیدہ خدیجہ کو دی گھر میں آکر تو بڑے پیارے الفاظ تھے سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے، فرماتی ہیں:

"كلا؛ والله لا يخزيك الله أبدًا"(ہر گز نہیں! اللہ تعالیٰ آپ کو کبھی رسوا نہیں کریں گے)۔

اور ایمان لے کر آئی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ورقہ بن نوفل کے پاس لے کر گئیں اور پوری قصہ سنایا کہ غار حرا میں کیا ہوا، پھر ورقہ بن نوفل نے جواب میں کہا کہ "إن هذا الناموس الذي كان ينزل على موسىٰ"(یہ وہ صاحب السر ہیں جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے راز لے کر آتے ہیں (یعنی جبریل علیہ الصلاۃ والسلام ہیں) جو موسیٰ علیہ الصلاۃ والسلام پر نازل ہوتے تھے)۔

شیخ صاحب فرماتے ہیں: "فآمن به ورقة": ورقہ بن نوفل رضی اللہ عنہ ایمان لے کر آئے ہیں، عورتوں میں سب سے پہلے جو ایمان لے کر آئی ہیں سیدہ خدیجہ ہیں، اور مردوں میں سے سیدنا ورقہ بن نوفل ہیں۔

ورقہ بن نوفل جو ہیں بعض علماء نے ان کو صحابہ میں شمار کیا ہے کیونکہ ان کے جو الفاظ تھے یہ بھی انہوں نے فرمایا کہ "آپ کی قوم سب سے پہلے آپ سے دشمنی مول لے گی کیونکہ جو بھی یہ پیغام لے کر آتا ہے تو اپنے ہی لوگ سب سے پہلے دشمنی پر اتر آتے ہیں، اگر میں زندہ رہا تو میں آپ کی بھرپور مدد کروں گا"؛ لیکن اس سے پہلے وفات پا گئے۔

جو وحی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی بتدریج جو پیغام تھا وہ صرف آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حد تک تھا پھر آہستہ آہستہ دعوت کا جو حکم آیا اس وقت تک ورقہ بن نوفل وفات پا چکے تھے، یعنی اگر دعوت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دیتے تو قبول

کر لیتے کیونکہ پہلے سے انہوں نے کہہ دیا تھا (دعوت کو عام کرنے سے پہلے، دعوت کے حکم سے پہلے کہہ دیا تھا) کہ اگر میں زندہ رہوں اس وقت تک تو میں آپ کی اس میں مدد کروں گا (یعنی ایمان لے کر آؤں گا)۔

"وعاضده على أمره": یعنی "ساعده": مدد کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی۔

اور شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ جو غور و فکر کرتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت پر تو وہ دیکھتا ہے کہ اُم المؤمنین سیدہ خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی جو مدد انہوں نے کی ہے اور اعانت کی ہے کسی اور بیوی نے نہیں کی ہے۔

یعنی زیادہ تر انہوں نے مشکل ترین وقت میں کیونکہ ابتدائی دور میں مکہ میں کافی مشکلات تھیں اور مشرکین کا غلبہ تھا اہل شرک اور کفر کا غلبہ تھا لیکن ڈٹی رہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ اور بہت ہی اچھے مشورے اور بہت ہی بہترین طریقے سے دفاع کیا اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وكان لها منه المنزلة العالية" (اور بہت بڑی منزلت تھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں ان کے لیے)۔

یعنی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بڑی عزت کرتے تھے سیدنا خدیجہ کی یہاں تک کہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ وفات کے بعد بھی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کو یاد کرتے تھے اور جو ان کی سہیلیاں تھیں ان کے لیے کچھ تحفے تحائف بھی بھیجا کرتے تھے، وہ فرماتے: "إِنَّهَا كَانَتْ، وكَانَتْ، وَكَانَ لِي مِنْهَا وَلَدٌ" (کہ میرے لیے انہوں نے بہت کچھ کیا ہے اور میری اولاد بھی اُنہی میں سے ہے)؛ جیسا کہ سیدہ عائشہ نے روایت کیا ہے صحیح بخاری میں (سبحان اللہ)۔

تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی کافی تعریفیں کیا کرتے تھے اور یہ دلیل ہے ان کی اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں بہت بڑی عظیم منزلت تھی۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "والصديقة بنت الصِّديق رضي الله عنها" (سیدہ خدیجہ ہیں اور سیدہ عائشہ (الصدیقۃ بنت الصدیق رضی اللہ عنہا)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: صدیقہ کا لفظ جو ہے وہ اس لیے ہے "فلكمال تصديقها لرسول الله صَلَّى الله عليه وسلم، ولكمال صدقها في معاملته": دو اعتبارات سے، ایک تو اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تصدیق جو بھی پیغام لے کر

آئے ہیں اور کمال کی حد تک تصدیق تھی اور خود بھی اپنے جو معاملات تھے سیدہ عائشہ کے ان میں بھی وہ ہمیشہ سچی رہی ہیں اور کمال کا سچ انہوں نے ہمیشہ بیان کیا ہے۔

اور قصۃ الافک میں جب ان پر (نعوذ باللہ) زنا کی تہمت لگائی گئی تو اس پر صبر کیا اور سچی ثابت ہوئیں اور ان کی سچائی کی دلیل جو ہے اور اللہ تعالیٰ پر ایمان کی جو سچائی ہے یعنی اس کی دلیل یہ ہے کہ جب ان کی برأت نازل ہوئی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سورۃ النور کی آیات میں جیسا کہ ہم دیکھتے ہیں"قالت: إنّي لا أحمد غير الله"(میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی حمد و ثناء کسی کا شکر نہیں کرتی ہوں)

"وهذا يدل على كمال إيمانها وصدقها"(اور یہ دلیل ہے کہ ان کا ایمان اور سچائی کامل ہے)۔

یہ تو پہلا حصہ ہے"الصديقة"صدیقہ کیوں ہیں یہ اس کی مختصر تفصیل ہے۔

"بنت الصِّديق"(صدیق کی بیٹی)"فكذلك أيضًا"(وہ بھی یعنی سچ اور حق ہے)؛ان کے جو والد ہیں ابو بکر رضی اللہ عنہ جو ہیں؛ "الصِّديق في هذه الأمة"(اس امت کے صدیق ہیں)؛بلکہ شیخ صاحب فرماتے ہیں(ایک نئی بات سن لیں)تمام امتوں کے صدیق ہیں جتنی امتیں گزری ہیں کیونکہ یہ امت سب سے افضل امت ہے،جب سیدنا ابو بکر جو ہیں اس امت کے صدیق ہیں تو دوسری امتوں کے بھی صدیق ہیں(اور من باب اولیٰ ہیں؛ سبحان اللہ)۔

پھر شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:"التي قال فيها النبيُّ صَلَّى الله عليه وسلم: فضل عائشة على النساء كفضل الثريد على سائر الطّعام"(کہ سیدہ عائشہ کی جو فضیلت ہے دوسری عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ ثرید جو ہے تمام کھانوں پر افضل ہے)۔

"على النساء"شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں:اس کے ظاہر سے پتہ چلتا ہے کہ عموم ہے"تمام عورتیں"اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ"على النساء"سے مراد یعنی وہ بیویاں جو زندہ تھیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانے میں،اور سیدہ خدیجہ ان میں شامل نہیں ہیں کیونکہ پہلے وفات پاچکی تھیں۔

لیکن حدیث کا جو ظاہر ہے وہ عموم ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے:"مردوں میں بہت سارے لوگ کمال کی حد تک پہنچے ہیں(عورتوں میں سے صرف چار کا ذکر ہے)،صرف چار عورتیں جو ہیں وہ کمال تک پہنچی ہیں، آسیہ فرعون کی بیوی،مریم بنت عمران،خدیجہ بنت خویلد،اور سیدہ عائشہ جو ہیں(اسی حدیث میں)"وفَضْلُ عائِشَةَ علَى النِّساءِ كَفَضْلِ الثَّرِيدِ علَى سائِرِ الطَّعامِ"سیدہ عائشہ کی جو فضیلت ہے تما عورتوں پر ایسی ہے جیسا کہ ثرید کی فضیلت ہے تمام کھانوں پر"۔

اور یہ متفق علیہ حدیث ہے؛جو صحیح بخاری،مسلم میں حدیث ہے ان میں سیدہ خدیجہ کا ذکر نہیں ہے باقی روایات میں سیدہ خدیجہ کا ذکر ہے۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور یہ دلیل ہے کہ سیدہ عائشہ جو ہیں "أفضل النساء مطلقًا" (مطلقاً افضل النساء ہیں (یعنی سیدہ خدیجہ کی وفات کے بعد))۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: "ولكن ليست أفضل من فاطمة باعتبار النسب؛ لأنَّ فاطمة بلا شك أشرف من عائشة نسبًا"۔

افضل کون ہیں سیدہ عائشہ ہیں یا سیدہ فاطمہ ہیں؟

اگر ایک مسئلہ سامنے آجائے کہ کون افضل ہے شیخ صاحب فرماتے ہیں: نسب کے اعتبار سے (نسب کے اعتبار سے ایک قید ہے) سیدہ فاطمہ افضل ہیں کیونکہ سب سے اعلیٰ نسب جو ہے سیدہ فاطمہ کا ہے اور سیدہ عائشہ سے بھی بہتر ہے (سبحان اللہ) لیکن دیگر فضائل میں سیدہ عائشہ جو ہیں افضل ہیں کیونکہ بہت سارے ایسے فضائل کو انہوں نے پایا ہے جو عورتوں میں سے کسی اور عورت نے نہیں پایا ہے۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور شیخ الاسلام مصنف جو ہیں عقیدۃ الواسطیۃ کے اُن کے کلام سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ دونوں بیویاں جو ہیں سیدہ خدیجہ اور سیدہ عائشہ دونوں ایک منزلت پر ہیں کیونکہ انہوں نے فرمایا ہے "خصوصًا خديجة" پھر فرمایا "والصديقة"؛ "ولم يقل: ثم الصديقة"۔

دیکھیں علماء اس کو بھی دیکھتے ہیں کہ حرف عطف واؤ ہے یا ثم ہے، اگر ثم ہوتا تو پھر پہلے سیدہ خدیجہ ہیں بعد میں سیدہ عائشہ ہیں؛ جب واؤ کے حرف سے عطف کیا ہے اس میں ترتیب نہیں ہوتی واؤ کے حرف میں اس کا مطلب ہے کہ اُن کے نزدیک (یعنی شیخ الاسلام کے نزدیک) دونوں برابر ہیں۔

اس مسئلے میں شیخ صاحب فرماتے ہیں: "والعلماء اختلفوا في هذه المسألة" (علماء کا اختلاف ہے کہ افضل کون ہیں سیدہ خدیجہ ہیں یا سیدہ عائشہ ہیں)؛ شیخ صاحب فرماتے ہیں:

(۱) بعض علماء نے کہا ہے کہ سیدہ خدیجہ افضل ہیں کیونکہ اُن کی ایسی پیاری خصلتیں ہیں جو سیدہ عائشہ میں نہیں ہیں۔

(۲) اور بعض علماء نے کہا ہے کہ سیدہ عائشہ زیادہ افضل ہیں کیونکہ اُن کی کچھ ایسی پیاری خصلتیں ہیں جو سیدہ خدیجہ میں نہیں ہیں۔

(۳) اور بعض علماء نے تفصیل بیان کی ہے کہ ان سب کی اپنی اپنی جگہ ہے اور اپنی اپنی پیاری خصلتیں ہیں جو دوسری میں نہیں ہیں، رسالت کی ابتداء میں بے شک یہ جو سیدہ خدیجہ کی پیاری خصلتیں تھیں جو اُن کا مؤقف تھا آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے

ساتھ سیدہ عائشہ وہ نہیں پاسکتیں بلکہ اُن کے برابر بھی نہیں ہوسکتیں لیکن اس کے بعد اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد (یعنی سیدہ خدیجہ کی وفات کے بعد اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جو ہے) سیدہ عائشہ میں کچھ ایسی پیاری خصلتیں تھیں جو کسی اور میں نہیں تھیں جیسا کہ علم کی نشر واشاعت اور سنت کی نشر واشاعت جو ہے اور امت کی ہدایت کے لیے جو انہوں نے جدوجہد کی ہے وہ سیدہ خدیجہ کو بھی حاصل نہیں ہے (سبحان اللہ)۔

تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: یہ صحیح نہیں ہے کہ کوئی ایک کی دوسری پر فضیلت بیان کرے مطلقاً، بلکہ ہم یہ کہتے ہیں کہ ایک جو ہے ایک اعتبار سے افضل ہے دوسری جو ہے دوسرے اعتبار سے افضل ہے اور اس طریقے سے ہم نے عدل وانصاف کا راستہ اختیار کیا ہے، جو پیاری خصلتیں ایک کی ہیں جو حق اُن کا دیا ہے جو دوسری میں ہے تو اُن کا بھی حق اُن کو دیا ہے، اور "وعند التفصيل يحصل التحصيل"، تفصیل میں جو تحصیل حاصل ہے یعنی وہ ہو جاتا ہے۔

پھر فرماتے ہیں: "وهما وبقية أزواج الرسول صلى الله عليه وسلم في الجنة معه": آخری جملہ جو بڑا پیارا جملہ ہے فرماتے ہیں: یہ دونوں بیویاں اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تمام بیویوں جو ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ جنت میں ہیں (تمام جنتی ہیں اور جنت میں ہیں اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ہیں)۔

یہ مختصر تفصیل تھی اُمہات المؤمنین کے تعلق سے اور آل بیت کے تعلق سے۔

میں پہلے عرض کر چکا ہوں کہ جب صحابہ کا ہم ذکر کرتے ہیں تو صحابہ میں آل بیت بھی شامل ہوتے ہیں اور بعض علماء دونوں یعنی صحابہ کا ذکر کرنے کے بعد آل بیت کا ذکر الگ سے بھی کرتے ہیں کیونکہ اہل بدعت میں سے ایسے گروہ ہیں جنہوں نے آل بیت سے دشمنی مول لی تھی ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں جیسا کہ صحابہ کے تعلق سے بعض بدعتی جو ہیں ان کی تکفیر بھی کرتے ہیں اور بُرا بھلا بھی کہتے ہیں۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"ويتبرؤون من طريقة الروافض الذين يبغضون الصّحابة ويسبونهم" (ایک نیا مسئلہ صحابہ کرام کے عقیدے کے تعلق سے) اور اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ برأت کا اظہار کرتے ہیں روافض کے طریقے سے جو بغض ونفرت کرتے ہیں صحابہ سے اور ان کو گالیاں دیتے ہیں بُرا بھلا کہتے ہیں)۔

یہ برأت لازمی ہے اور عقیدے کے اصولوں میں سے ہے یاد رکھیں۔

روافض سے مراد شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ایک غالی گروہ ہے جو سیدنا علی پر اور آل بیت پر غلو سے کام لیتے ہیں اور اہل بدعت میں سب سے زیادہ گمراہ ہیں، اور صحابہ کے لیے سب سے زیادہ بغض و نفرت کرنے والے ہیں، اور جو مزید معرفت چاہتا ہے ان کی گمراہی کے تعلق سے تو بس ان کی کتابوں کو دیکھ لیں اور ان علماء کی کتابیں جنہوں نے ان کا ردّ لکھا ہوا ہے۔

ان کو روافض اس لیے کہا گیا ہے کیونکہ ان لوگوں نے سیدنا زید بن علی بن حسین بن علی بن ابی طالب سے جب سیدنا ابو بکر اور عمر کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے ان کی تعریفیں کی سیدنا ابو بکر اور عمر کی اور یہ کہا کہ ''هما وزيرا جدي''(میرے نانا کے جو ہیں وزیر ہیں دونوں (سبحان اللہ))، تو غصے میں آکر ان کی بات کو رفض کرتے ہوئے اور انکار کرتے ہوئے "روافض" لقب رکھ دیا گیا اس گروہ کا۔

روافض کیوں کہتے ہیں؟ رافضی ہم کہتے ہیں رفض سے ہے کیا رفض کیا ہے؟ کس چیز کا انکار کیا ہے؟ سیدنا زید بن علی بن الحسین سیدنا حسین کے پوتے ہیں، سیدنا حسین کے بیٹے علی زین العابدین جو جنگ کربلا میں ایک ہی بچہ جو یعنی زندہ بچا تھا جانتے ہیں کون ہے؟ زین العابدین علی بن حسین (زین العابدین لقب ہے، نام علی ہے علی بن حسین)، اُن کا بیٹا زید ہے (علی کا بیٹا زید ہے)۔

تو ایک گروہ گیا ان روافض کا اُس وقت روافض نہیں تھے ان کو شیعہ کہتے تھے سیدنا علی کے جو گروہ میں شامل تھے اور یہ وہ لوگ تھے جو غالی تھے غلو کرنے والے تھے سیدنا علی میں حد سے تجاوز کرتے تھے ورنہ سیدنا علی کے ساتھ تو کچھ صحابہ بھی تھے کچھ تابعین بھی تھے اہل الصلاح اہل الحق بھی تھے، اُن میں سے یہ گروہ اہل الفتنة والا جو ہے جنہوں نے سیدنا عثمان کو بھی شہید کیا یہ ٹولہ جو تھا عبد اللہ بن سبا یہودی کے جو پیروکار تھے یہ والے لوگ تو انہوں نے اپنا گروپ بنالیا اور سیدنا علی کے ساتھ فوج میں شامل ہو گئے اور مکس ہو گئے، تو ان کے پاس بعض لوگ گئے سیدنا زید بن علی بن الحسین کے پاس یہ سمجھ کر کہ ان کو بُرا بھلا کہیں گے تو ہماری بھی بات میں کوئی وزن پڑے گا کہ ہمارے ساتھ بھی کوئی امام ہے۔

(جب کسی عالم کے پاس جا کر اپنا کوئی سوال کرتے ہیں اور وہ آپ کے حق میں جواب دیتا ہے تو آپ کا قول پھر کچھ بھی نہیں ہے نا یہ عالم کا قول لے کر آتا ہے نا کہ دیکھیں فلاں عالم کا فتویٰ ہے فلاں عالم کا قول ہے)۔

تو اُن کے یہ ذہن میں تھا کہ ہم جاتے ہیں ابو بکر اور عمر کے خلاف ان سے کچھ لیتے ہیں تا کہ وہ تاریخ کا حصہ بن جائے؛ دیکھیں فتنے باز کیسے فتنہ کرتے ہیں؟! لیکن (سبحان اللہ) دیکھیں ان کی زبان سے کیسے یعنی جو وہ چاہتے تھے اس کے بر عکس تاریخ کا حصہ کیا بنا؟ "دونوں میرے نانا کے وزیر ہیں" اور ان کی تعریفیں کی ہیں؛ اب وہ حیران ہو گئے کہ ہم تو پھنس گئے یہ کیا کر دیا؟!

ان کا مقصد جو تھا وہ پورا نہ ہو سکا اس کے بر عکس جو ہے وہ جواب ملا تو انہوں نے انکار کر دیا اور جس کو امام سمجھتے تھے بدعتی سمجھنا شروع کر دیا، یعنی (نعوذ باللہ) یہ بھی سمجھتے تھے یہ بھی دشمن ہے! یعنی جب صحابہ کی تکفیر کی ہے اب سیدنا حسین کے پوتے کا اُن پر کیا فرق پڑتا ہے؟! (سبحان اللہ)۔

تو انہوں نے فوراً جو ہے اُن کے خلاف ایک پوری کمپین (Campaign) چلائی اور اُن کے خلاف پراپیگنڈا کیا کیونکہ ان کا ایک قاعدہ ہے آپ یا تو ہمارے ساتھ ہیں یا تو آپ ہمارے خلاف ہیں اہل بدعت کی اس زمانے سے یہ پالیسی چل رہی ہے یہ کوئی نئی بات نہیں ہے یعنی کوئی بیچ کا راستہ نہیں ہے آپ یا تو ہمارے ساتھ ہیں صحابہ کو گالی دیں ابو بکر اور عمر کو تمام صحابہ کو سوائے چند کے اگر نہیں کرتے پھر آپ ہمارے خلاف ہیں ہمارے مخالف ہیں آپ ہمارے ساتھ نہیں ہو سکتے؛ تو سیدنا زید نے جب ان کو جواب دیا اور منہ توڑ جواب ہے سچ بات ہے منہ توڑ جواب ہے تو رفض کیا انکار کیا ان کی بات نہیں مانی آج تک کیا کہتے ہیں ہم؟ روافض (سبحان اللہ)، یہ لقب ہے۔ جب آپ حق سے منہ موڑتے ہیں تو دیکھیں کیا سزا ملتی ہے! یہ سزا ہی کافی ہے ان کے لیے "روافض" رفض سے، (سبحان اللہ)۔

یعنی ان کی بات کو رفض کیا انکار کیا، حق کا انکار کیا ہے، سیدنا ابو بکر اور عمر کی جو فضیلت ہے اس کا انکار کیا ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے جو سب سے قریبی جو دوساتھی ہیں یہ جو تعلق ہے صحابہ کا اس کا بھی انکار کیا ہے؛ آگے بتاتا ہوں کہ کس طریقے سے یعنی بات کہاں تک جاتی ہے دیکھیں یہ عام بات نہیں ہے کہ صحابہ سے بغض اور نفرت کرنا یہ چیزیں جو ہیں یہ بڑی دور تک بات جاتی ہے!

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: دوسرا گروہ جو ہے نواصب ہیں، نواصب جو ہیں یہ وہ ہیں جو آل بیت کے لیے عداوت اور دشمنی نصب کرتے ہیں اور ان کو بُرا بھلا کہتے ہیں ان کی قدح کرتے ہیں گالیاں دیتے ہیں، یہ روافض کی ضد میں ہیں نواصب جو ہیں؛ روافض جو ہیں انہوں نے دشمنی مول لی صحابہ کرام کے خلاف دلوں سے اور زبانوں سے، دلوں سے بغض و نفرت کرتے ہیں صحابہ سے اور اس بغض و نفرت یعنی آل بیت کی محبت کی آڑ میں آکر جو ہے ان سے بغض و نفرت کرتے ہیں۔

"ففي القلوب يبغضون الصّحابة ويكرهونهم" (بغض و نفرت کرتے ہیں) "إلّا من جعلوهم وسيلة لنيل مآربهم وغلوا فيهم، وهم آل البيت" (تمام کو صحابہ سے بغض و نفرت کرتے ہیں؛ اِلّا یہ کہ جو آل بیت ہیں صحابہ کرام میں ان سے صرف ظاہراً جو ے وہ یہ دکھاتے ہیں کہ ہم ان سے محبت کرتے ہیں اور ان میں غلو بھی کرتے ہیں تاکہ وہ اپنی اس بدعقیدگی پر پردہ ڈال سکیں۔

اور زبانوں سے: ''وفي الألسن يسبونهم فيلعنونهم'': صحابہ کرام کو برا بھلا کہتے ہیں گالیاں دیتے ہیں اور لعن طعن بھی کرتے ہیں (نعوذ باللہ) اور یہ کہتے ہیں کہ وہ ظالم ہیں، یا یہ بھی کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد مرتد ہو گئے ہیں سوائے چند کے، اور اس طریقے سے اور بھی بہت ساری چیزیں ہیں جو معروف ہیں ان کی کتابوں میں۔

پھر شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اور سچ بات یہ ہے حقیقت میں کہ صحابہ کرام کو گالی دینے سے صحابہ کرام پر جرح ثابت نہیں ہوتی نہ ہی ان کو کوئی فرق پڑتا ہے، اور جو صحابہ کرام پر کوئی جرح کرتا ہے یا قدح کرتا ہے یہ صرف صحابہ کرام کے لیے نہیں ہے بلکہ صحابہ کرام کے لیے بھی ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے بھی ہے، اللہ تعالیٰ کی شریعت کے لیے بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے لیے بھی ہے (نعوذ باللہ)۔

دیکھیں چار چیزیں ہیں جب کوئی بھی صحابہ کرام کو برا بھلا کہتا ہے اور قدح کرتا ہے صحابہ پر تو حقیقت میں یہ قدح جو ہے صرف صحابہ کرام کی حد تک نہیں ہے: (۱) صحابہ کرام کی بھی ہے۔ (۲) اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ہے۔ (۳) دین اسلام کی بھی ہے۔ (۴) اور اللہ تعالیٰ کی ذات پر بھی قدح ہے!

وہ کیسے شیخ صاحب فرماتے ہیں (شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ): صحابہ کرام کی قدح تو واضح ہے کیونکہ صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہا ہے اور قدح کی ہے، اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر قدح اس اعتبار سے ہے:

(۱) کیونکہ صحابہ جو ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے صحابہ ہیں اور اُمناء ہیں خلفاء بھی رہے ہیں امت پر، اگر یہ شرار الخلق میں سے ہوتے سب سے بدترین ہوتے تو پھر حقیقت میں یہ قدح جو ہے اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حق میں ہے۔

اور دوسرے اعتبار سے بھی یہ قدح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک جاتی ہے کیونکہ جو بھی فضائل اور مناقب بیان کیے ہیں اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان صحابہ کی ان سب کی تکذیب ہوتی ہے۔

یعنی (نعوذ باللہ) آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جھوٹ بولا ان صحابہ کرام کے تعلق سے سیدنا ابو بکر کے تعلق سے کہ ''أبو بكرٍ في الجنّةِ''؛ اور جتنی بھی احادیث سیدنا ابو بکر کی، عمر کی اور دیگر صحابہ کی یہ ساری کی ساری (نعوذ باللہ) جو صحیح متفق علیہ حدیثیں ہیں جو صحیح احادیث ثابت ہیں صحابہ کرام کے تعلق سے جب قدح کرتے ہیں صحابہ پر اُن کی تکفیر کرتے ہیں بُرا بھلا کہتے ہیں لعن طعن کرتے ہیں اس کا مطلب ہے کہ جو بھی احادیث تھیں صحابہ کے تعلق سے وہ سب جھوٹی ہیں!

توقدح کس کی ہے حقیقت میں؟ صحابہ کرام کی بھی ہے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بھی ہے۔

(۲)اور شریعت پر قدح دین اسلام پر وہ اس اعتبار سے کہ جو واسطہ ہے ہمارے اور اللہ تعالیٰ کے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میں اس شریعت کو ہم تک پہنچنے میں اور نقل کرنے میں صحابہ ہی ہیں اگر اُن کی عدالت کو آپ ساقط کردیں تو یہ دین جو ہے جو شریعت ہم تک پہنچی ہے وہ باقی نہیں رہتی!

یعنی ایک جھوٹا شخص جو ہے یا بے دین شخص جو ہے (نعوذ باللہ) وہ آپ تک کوئی چیز پہنچاتا ہے کوئی پیغام پہنچاتا ہے کیا اُس کو مانیں گے آپ؟ سوال ہی نہیں پیدا ہوتا!

توپوری شریعت جو ہے قرآن بھی ہمیں کہاں سے ملا ہے؟

واسطہ کون ہے امت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بیچ میں؟ صحابہ ہیں۔ براہ راست یہ علم قرآن کا ہے اور احادیث کا جو علم ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت ہے جو سیرت ہے کہاں سے ملی ہے ہمیں؟ توصحابہ بیچ میں ہیں۔

اگر صحابہ کو نکال دیں آپ تو یہ پورا دین ہی نہیں ہے پھر کیونکہ قرآن کو کس نے ہمیں بتایا ہے کہ اللہ کا پیغام ہے کہاں سے پتہ چلا ہے ہمیں؟ اگر صحابہ کو نکال دیں آپ تو پھر قرآن ثابت نہیں کر سکتے آپ (سبحان اللہ)۔ تو اس لیے پوری شریعت پر قدح ہے!

(۳)اللہ تعالیٰ کی ذات کے تعلق سے کس اعتبار سے قدح ہے؟ شیخ صاحب فرماتے ہیں کہ وہ اس اعتبار سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ایسے لوگوں میں مبعوث فرمایا جو سب سے بدترین تھے (نعوذ باللہ) جو شرار الخلق تھے اور اُن کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لیے صحابہ چنا ہے اور شریعت بھی اُن کے سپرد کردی ہے کہ یہ شریعت بھی تم لوگوں تک پہنچاؤ (نعوذ باللہ) اور امت تک اُن لوگوں نے ہی اس شریعت کو پہنچایا ہے تو قدح کس پر ہے؟

اس تعالیٰ کی ذات پر نہیں ہے؟! (سبحان اللہ)۔

توشیخ صاحب فرماتے ہیں:

دیکھیں کس طریقے سے الطوام الکبریٰ مترتب ہوتے ہیں صحابہ کرام کو گالی دینے میں اور بُرا بھلا کہنے میں۔

پھر شیخ صاحب فرماتے ہیں: اور ہم بَری ہوتے ہیں روافض کے طریقوں سے جو صحابہ کرام کو گالیاں دیتے ہیں بغض و نفرت کرتے ہیں، اور ہم یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ہمارے اوپر صحابہ کی محبت فرض ہے ہم اُن سے محبت کرتے ہیں، اور جو بھی اُن سے لغزشیں ہوئی ہیں غلطیاں ہوئی ہیں ہمارے اوپر فرض ہے کہ اُن میں ہم رُک جائیں خاموشی اختیار کریں۔

اور ہمارے دل جو ہیں شیخ صاحب فرماتے ہیں "وللہ الحمد" اُن کی محبت سے بھرے ہوئے ہیں کیونکہ اُن کا ایمان اور تقویٰ اور علم کی نشر و اشاعت اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نصرت اور اعانت جو ہے جس پر وہ قائم رہے ہیں، اس اعتبار سے اور اس وجہ سے ہم اُن سے بھرپور محبت کرتے ہیں۔

پھر شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "وطريقة النواصب الذين يؤذون أهل البيت بقول أو عمل" (اور ہم بَری ہیں (ہمارا یہ ایمان ہے ہمارا یہ عقیدہ ہے اہل سنت والجماعت کا کہ ہم برأت کا اظہار کرتے ہیں) نواصب کے طریقے سے جو اذیت پہنچاتے ہیں اہل بیت کو قول سے یا عمل سے)۔

شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل سنت والجماعت جو ہیں برأت کا اظہار کرتے ہیں اور بَری ہوتے ہیں نواصب کے طریقے سے، اور جو نواصب ہیں یہ روافض کے برعکس ہیں جو آل بیت پر غلو سے کام لیتے ہیں یہاں تک کہ بشریت سے اُن کو نکال دیتے ہیں اور عصمت اور ولایت تک پہنچا دیتے ہیں۔

یعنی جو روافض ہیں وہ آل بیت پر غلو سے کام لیتے ہیں اور بشریت سے نکال کر اُن کو معصوم بنا دیتے ہیں۔

آپ جانتے ہیں کہ جو بارہ امام ہیں روافض کے وہ کہتے ہیں معصوم ہیں وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے لیتے ہیں (سبحان اللہ)، اُن پر وحی نازل ہوتی ہے وہ براہ راست اللہ تعالیٰ سے پیغام لیتے ہیں!

آپ چیلنج (Challenge) ہی نہیں کر سکتے! کوئی بھی امام اگر روافض کا ان کی کسی کتاب میں لکھ دے ان بارہ اماموں میں سے کسی کا قول لکھ دے کوئی چیلنج (Challenge) نہیں کر سکتا چاہے کچھ بھی ہو! کہتے ہیں: "کیونکہ امام تو براہ راست اللہ تعالیٰ سے لیتا ہے سند کی تمہیں ضرورت ہے ہمیں ضرورت نہیں ہوتی سند کی"۔ اچھا جس نے اس امام سے لے کر جو بارہ اماموں میں سے کوئی امام ہے مصنف کتاب تک یہ بیچ والے جو ہیں یہ معصوم ہیں؟! اُن کے قول سے یہ لازم آتا ہے کہ وہ بھی معصوم ہیں!

کتابیں جو نقل کی ہیں اُن کے اقوال کس نے نقل کیے ہیں؟ اگر کلینی نے نقل کیا ہے یا کسی اور نے نقل کیا ہے اپنی کتاب میں اب امام کا اپنا قول تو نہیں ہے تو اس کتاب والے نے کہاں سے نقل کیا ہے؟!

اب کوئی کتاب کا لکھنے والا اُس کا استاد جو ہے، اُس کا شیخ جو ہے، اس کا شیخ جو ہے، چلے جائیں آپ بارہویں امام تک یا بارہ میں سے کوئی بھی امام ہو یہ تمام معصوم ہیں اُن کے نزدیک آپ چیلنج (Challenge) نہیں کر سکتے یہاں تک کہ میں نے بتایا تھا ایک گدھے کی روایت بھی موجود ہے (اصول کافی میں گدھے کی روایت بھی موجود ہے) وہ گدھے کی روایت کو حق سمجھتے ہیں!

میں ایک دفعہ کسی کو سُن رہا تھا رافضین کا کوئی عالم تھا ان کا (سبحان اللہ) وہ دفاع کر رہا تھا کہتا ہے "کہ واقعی حق روایت ہے اسے من و عن سے تسلیم کرتے ہیں ہم"۔

دیکھیں اللہ تعالیٰ کیسے سزا دیتا ہے جب صحابہ کرام کو بُرا بھلا کہا جب صحابہ نہیں رہے تو کیا حدیث؟! میں نے تو کہا کہ قرآن ثابت نہیں ہو سکتا پھر! اور الجزاء من جنس العمل ہے تو اللہ تعالیٰ نے دکھا دیا کہ دیکھیں جب صحابہ کرام کی بات کو نہیں مانتے تو پھر اللہ تعالیٰ نے اُن سے گدھے کی روایت کو بھی قبول فرمایا ہے (سبحان اللہ)۔

الغرض تو شیخ صاحب فرماتے ہیں: جو نواصب ہیں بدعت کا بدعت سے مقابلہ کیا ان لوگوں نے، جب انہوں نے دیکھا کہ روافض جو ہیں آل بیت پر غلو سے کام لیتے ہیں تو انہوں نے کہا "اس بدعت کا ردّ دوسری بدعت سے کر دیتے ہیں" اور آل بیت سے بغض و نفرت کرنی شروع دی تو انہوں نے یہ کہا "کہ جب روافض نے آل بیت سے غلو سے کام لیا ہے تو ہم آل بیت سے بغض و نفرت کرتے ہیں اور ان کو گالیاں دیتے ہیں (نعوذ باللہ) اُن کو بُرا بھلا کہتے ہیں"، اور مقابلہ کیا ان لوگوں کا جنہوں نے ان کی محبت اور تعریفوں میں غلو سے کام لیا۔ اور اہل سنت والجماعت جو ہیں وہ ہمیشہ وسطیت کا راستہ اختیار کرتے ہیں جو تمام امور سے میں سب سے بہترین راستہ ہے اور سب سے بہترین اُمر ہے، بدعت کا بدعت سے مقابلہ نہیں کیا ہے بلکہ سنت سے اور حق سے مقابلہ کیا ہے، اور بدعت کا بدعت سے مقابلہ کرنا جو ہے بدعت کو طاقت ہی بخشتا ہے اور کچھ بھی نہیں ہے۔

یعنی بدعت مزید مضبوط ہو جاتی ہے جب آپ بدعت کا بدعت سے ردّ کرتے ہیں۔

آخر میں ایک بہت اہم بات ہے میں وہ واجب میں دے رہا ہوں یہ یاد رکھیں اگلے درس میں یہیں سے میں آغاز کروں گا:

"ویمسکون عما شجر بین الصّحابۃ" (اور خاموشی اختیار کرتے ہیں جو کچھ بھی ہوا صحابہ کرام کے بیچ میں (جو جنگیں ہوئی ہیں آپس میں، معاملات میں خرابی پیدا ہوئی ہے اس میں سکوت اختیار کرتے ہیں))۔

تفصیل بیان نہیں کرتے کیوں نہیں کرتے؟ کیا وجہ ہے اس کے پیچھے کیا راز ہے؟ اہل سنت والجماعت کا کیوں عقیدہ ہے اصولوں میں سے کیوں اصول ہے؟ اس کا فائدہ کیا ہے ذکر کرنے کے نقصانات کیا ہیں؟ اور اس کی دلیل کیا ہے اصل بات یہ ہے؛ اگلے درس میں ان شاء اللہ تفصیل سے بات کریں گے۔

واجب یہ ہے دو واجب لے لیں: (ا) ایک تو صحابہ کرام کے تعلق سے ہمارا عقیدہ کیا ہے یہاں پر مختلف چیزیں اسکیٹرڈ (Scattered) ہیں منتشر ہیں جمع کر کے آپ نے ایک دو تین چار پانچ چھ، دَس جتنی بھی ہیں؛ پہلا یہ ہے۔

(۲)دوسری بات یہ ہے کہ صحابہ کرام کا دفاع؛جواُن کے خلاف پراپیگنڈا کیا ہے روافض نے اور خوارج نے جواُن کو بُرا بھلا کہا گیا ہے جو گالیاں دی گئی ہیں اُن کا دفاع کیسے کیا جاتا ہے؟

میں نے مختلف کتابیں پڑھی ہیں شیخ الاسلام نے جو یہاں پر بیان کیا ہے نا(اگلا درس ہمارا یہی ہو گا،پہلے سے آپ تیار ہو کر آئیں گے تو مزا آئے گا آپ کو سننے میں) یہ جو دفاع شیخ الاسلام نے کیا ہے نا کمال کر دیا واللہ! یعنی کوئی واللہ چھوٹا سا اتنا سا سوراخ بھی نہیں چھوڑا ہے جس سے کوئی شخص بھی اِدھر اُدھر جا سکے! ہر اعتبار سے اور دلائل کی روشنی میں بڑے پیارے انداز میں ایسا پیارا دفاع کیا ہے کہ آپ واللہ حیران ہو جائیں گے!

تقریباً دس کے قریب پوائنٹ ہیں اگلے درس میں ان شاءاللہ میں بیان کروں گا واجب یہ ہے کہ آپ ان دلائل کی کچھ تھوڑی تیاری کر کے آئیں بے شک اسی کتاب سے دیکھ لیں آپ یا کسی اور جگہ سے دیکھ لیں واجب ہے،یعنی میں نے ہنٹ(Hint) دیا ہے چیٹنگ نہیں کروائی،ہنٹ(Hint) ہے یہ کسی کتاب سے بھی دیکھ سکتے ہیں کوئی مسئلہ نہیں ہے لیکن آپ کو مزا آئے سچ بات ہے،آپ کو مزا آئے گا کہ کس طریقے سے جس نے بھی صحابہ کرام کے خلاف کوئی غلط بیانی کی ہے،یا اُن کو کہتے ہیں کہ فلاں صحابی نے فلاں غلطی کی ہے فلاں نے فلاں غلطی کی ہے اور دَس غلطیاں کم از کم گنوا دیتے ہیں،یعنی بعض جو اپنے آپ کو اہل سنت بھی کہتے ہیں نا وہ بھی اس کیچڑ سے بچ نہ سکے،اپنے آپ کو بچا نہ سکے!

(نعوذ باللہ)۔

اور سب سے پیارا قول جو مجھے لگا ہے اُن کی وفات سن 101 ہجری میں ہوئی جن کو پانچواں خلیفۂ راشد بھی کہا جاتا ہے لیکن پانچویں خلیفۂ راشد اگر ہوتے تو سیدنا معاویہ ہوتے اور وہ ہیں نہیں تو چار ہی خلفائے راشدین ہیں؛"عمر بن عبد العزیز"۔امام عمر بن عبد العزیز رحمہ اللہ فرماتے ہیں جب اُن سے پوچھا گیا صحابہ کرام کے تعلق سے،فرماتے ہیں: "کہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اُن کے خون سے محفوظ رکھا اور ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری زبانوں کو بھی اُن کے خلاف بات کرنے سے محفوظ رکھے"۔

کتنی پیاری بات ہے کہ جب فتنہ تھا ہم لوگ موجود نہیں تھے،جو لڑائیاں تھیں جنگیں تھیں جتنی بھی صحابہ کرام کے بیچ میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے ہاتھوں کو اُن کے خون سے محفوظ رکھا،ہم اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہماری زبانوں کو بھی اُن کے خلاف بات کرنے سے محفوظ رکھے؛کتنا پیارا جواب ہے!

بہر حال تو یہ واجب نوٹ کر لیں اگلے درس میں ان شاءاللہ صحابہ کرام کے تعلق سے ہمارا عقیدہ کیا ہے اہل سنت والجماعت کا؟ دوسری بات کہ صحابہ کرام کا دفاع کیسے کیا جائے؟((واللہ أعلم))۔

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ، أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ أَسْتَغْفِرُكَ وَأَتُوبُ إِلَيْكَ

یہ رسالہ ڈاکٹر مرتضی بن بخش (حفظہ اللہ) کے آڈیو درس (102.العقيدة الواسطية) سے لیا گیا ہے۔ سبق لسانی اور تعبیر کی غلطی کو درست کر دیا گیا ہے۔ قارئین کرام سے گزارش ہے کہ اگر کوئی اور غلطی نظر آئے تو ضرور آگاہ کریں اور اس خیر کے کام میں شامل ہو جائیں۔

mp3 Audio